دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت اور عصر حاضر میں اثرات (تجزیاتی مطالعہ)

The Significance of Scientific Interpretation in Da'wah and Its Impact in the Modern Era (Analytical Study)

* صداقت حسین

** ڈاکٹر امجد حیات

Abstract

From the earliest days of the Qur'ān, there has been a scientific tendency of some of the Ṣaḥāba (R.A). The scientific verses of the Qur'ān were interpreted according to the known scientific knowledge at that time. In the present era of scientific development people seek usefulness of everything. Due to which contemporary educated minds want to know the usefulness of scientific commentary of the Qur'ān. Therefore, the question arises what is the real usefulness of scientific commentary and its social effects in present day. The scientific commentary has beautifully answered the questions that arose in the minds of present-day generation that has been taught in secular education system. Every educated person is benefiting from this trend of interpretation of the Qur'ān. This is not only a precious gift for ordinary people but also for the experts as well. Especially, the modern logical and scientific mind has been affected by it. For this reason, many commentators have adopted this to invite the modern generation to Islam and it had a lot of positive effects. The simple, easy to understand, brief but comprehensive invitation style of scientific commentary caused huge attraction towards the understanding of Qur'ān. The usefulness of scientific commentary for Da'wah is that it presents the solution to the problems of modern times. This is a precious asset for understanding Qur'ān. The scientific value of the Qur'ān is evident from the description of couples in seventh century. This can't be challenged even in the present time by anyone be it a biologist, botanist or an expert of any other scientific discipline.

KEY WORDS: *Scientific Interpretation Efficacy, Scientific Discoveries, Spirituality.*

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

قرآن مجید دورِ حاضر کے مسائل کو حل کرنے کی بھرپور قوت اور صلاحیت رکھتا ہے۔ گلوبلائزیشن کے اِس دور میں بھی اسلام کی دعوت کی افادیت واہمیت اپنی جگہ مسلم ہے اور دین اسلام اپنی نمائندگی خوب کرتا ہے، نیز اس دور میں سائنسی تفسیر کا نمایاں مقام ہے۔ عصر حاضر میں قرآن کی سائنسی تفسیر نے، دین کی دعوت میں ایسی ہم آہنگی پیدا کی کہ اب ہر خاص وعام اس بات پر متفق ہے کہ اسلام ہی عصر حاضر کا دین ہے۔ اور اس کے بیان کردہ اصول اور انکشافات برحق ہیں۔

موضوع تحقیق کی ضرورت اور اہمیت عصر حاضر کے تناظر میں بہت زیادہ ہے، اس لیے کہ کسی بھی شئے کی اہمیت وفضیلت اس کی افادیت پر ہے۔ سائنس اپنی افادیت کی وجہ سے آج کے زمانے کی ضرورت بن چکی ہے۔ سائنس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ قرآن صرف شرعی احکام، دینی اُمور، مراسم عبودیت، عقائد واحکام کا مرجع نہیں ہے بلکہ قرآن سائنسی علوم کے متعلق ہر پل ہماری رہبری ور ہنمائی کرتا نظر آتا ہے اور قرآنی آیات کی تشریح وتفہیم کے تحت کئی سائنسی مواد پر مباحث ہمیں مطالعے قرآن کے دوران ملتے ہیں۔ موجودہ دور میں سائنس نے بھی اس حقانیت کی تصدیق کردی اور کسی بھی انسان کے لیے خواہ وہ علم حیاتیات کا ماہر ہو نباتات کا عالم ہو، یا وہ ماہر موسمیات ہو، اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

مذکورہ اہمیت کے پیش نظر میں نے اپنے اس مقالہ کا عنوان دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی اہمیت اور عصر حاضر میں اس کے اثرات انتخاب کیا جو کہ مندرجہ ذیل تین مباحث پر مشتمل ہو گا:

مبحث اوّل: سائنسی تفسیر کی تاریخ اور اس کے فروغ میں قرآنی تعلیمات کی افادیت

مبحث دوئم: قرآن پاک کا سائنسی انداز دعوت اور اس کی معنویت

مبحث سوئم: دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت واثرات کا تطبیقی جائزہ

مبحث اول: سائنسی تفسیر کی تاریخ اور اس کے فروغ میں قرآنی تعلیمات کی افادیت

سائنسی تفسیر کا ارتقا

نزولِ قرآن کے وقت بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سائنسی رجحان رہا ہے۔ اس وقت قرآن کی سائنسی تفسیر معلوم سائنسی علم کی روشنی میں کی گئی۔ اس رجحان کی تفسیر کے ارتقائی سفر کا شروع زمانہ سے ہی ایسی آیات قرآنی جو دین کی دعوت کو حقائق فطرت کی طرف ذہن کی توجہ مبذول کراتی ہے یا محض سائنسی مضامین کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے، ان کی تفسیر سائنسی اُسلوب میں کی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سائنسی انداز اختیار فرماتے ہیں:

﴿وَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾[1]

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز بنائی کیا پھر بھی ایمان نہیں لاتے؟

آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

آسمان اور زمین پہلے بند تھے یعنی بارش نہیں ہوتی تھی نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی تھی۔ چنانچہ جس زمانہ میں بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا تو آسمان تب بھی بند ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو کھول دیا کہ آسمان سے بارش ہونے لگے اور زمین سے نباتات اُگنے لگیں۔ رتق فی الحال بھی ہوتا ہے اور ابتدائی عقل میں بھی آنے والا ہے۔ فتق حادث ہے جو کہ رتق کے بعد ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔ بارش سے صرف نباتات ہی پیدا نہیں ہوتے بلکہ ہر جاندار چیز کو پانی سے ہی پیدا کیا گیا ہے، خواہ حدوثا خواہ بقا، خواہ بلا واسطہ ہو یا بواسطہ ہر حالت میں پانی پیدا کیا گیا ہے۔[2]

سائنس نے ثابت کر دیا کہ:

The percentage amount of water in protoplasm by weight is 75to 85.[3]

ہر جاندار چھوٹے چھوٹے خلیوں سے مل کر بنتا ہے اور ہر خلیہ کے اندر مادہ حیات (پروٹوپلازم)[4] پایا جاتا ہے، جس میں 75 سے 80 فی صد پانی ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے کا مطلب یہ بھی ہے کہ پانی ہر حیات کا مبتدا ہے۔

Water is essential to terrestrial life, participating in virtually every process that occurs in plant and animal organisms.5

"ہر جاندار کا مادہ حیات پانی پر مشتمل ہے۔ نباتات اور حیوانات کے جسم میں جتنے بھی عمل ہوتے ہیں ان سب میں پانی کا حصہ ہوتا ہے۔"

قرآن مجید کی آیات کی سائنسی علم کی بنیاد پر شرح و تفسیر کا رجحان نیا نہیں بلکہ متقدمین کے ہاں بھی اس کے آثار موجود ہیں۔ پس متقدمین کے ہاں قرآن فہمی میں معلوم سائنسی نظریات سے معاونت حاصل کی جاتی رہی ہے۔[6] پانچویں صدی میں

---

1 الانبیاء 21: 30

2 سیوطی، امام جلال الدین، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج 15، ص: 24

3 ایف ایس سی فرسٹ ائیر، بائیولوجی،، سندھ بورڈ، ص: 15

4 خلیہ میں ایک لیس دار، چپ چپا اور متحرک مادہ جس کو "protoplasm" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ دو جنسی ہوتا ہے، ایک خلیہ کو امیبا یا الجی کہتے ہیں، جس سے انسان پرندے اور مچھلیاں نمودار ہوئے، یہ جانوروں والے خواص رکھنے کے ساتھ ساتھ صرف دور بین سے ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ امیبا جب تقسیم ہوا تو وہ کثیر خلوی بن گیا۔ (ڈاکٹر فضل کریم، قرآن اور جدید سائنسی انکشافات، ص: 122)

5 میٹرک، بائیولوجی،، سندھ بورڈ، ص: 565

امام غزالی پہلے شخص ہیں جنھوں نے سائنسی تفسیر کو بہت وضاحت کے ساتھ واضح کیا۔(7) محمد حسین الذہبی نے بھی امام غزالیؒ کو سائنسی تفسیر کے مؤیدین میں سے پہلے قائلین میں شمار کرتے ہیں۔(8)

پانچویں اور ساتویں صدی ہجری میں سائنسی علوم کو صرف قرآن فہمی کے طور پر لیا جاتا تھا۔ صاحبِ مفاتیح الغیب نے تکوینی آیات کی تفسیر میں قرآن فہمی کے حصول کے بعد بھی بہت لمبی گفت گو کی ہیں، اس وجہ سے بعض اہل علم نے کہا کہ اس میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ ہے، یہیں سے تفسیر کے سائنسی رجحان کی مخالفت کی بنیاد بھی پڑی۔(9) پانچویں صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک کے علما جنھوں نے سائنسی تفسیر پر کام کیا۔ ابو الفضل المرسیؒ، ابوحامد امام غزالیؒ، امام فخر الدین الرازیؒ، امام بدر الدین زرکشیؒ، امام جلال الدین السیوطیؒ۔(10)

گیارہویں صدی ہجری میں کوئی خاص قابل ذکر کام نہیں ہوا، البتہ تیرہویں صدی ہجری میں 'محمد بن احمد الاسکندرانی' کا نام نے " كشف الاسرار النورانيه فيما يتعلق بالاجرام السماويّة والارضية والحيوانات ولانباتات ولجواهر الا معدنية'' کتاب لکھی جس میں فلکیات، ارضیات، حیوانات، نباتات، اور معدنیات کے بارے میں قرآنی آیات کی تفسیر موجود ہے۔ اسی دور میں ابرہیم فصیح البغدادی نے ''هية جديدة من بعض آيات والاخبار'' میں، اس وقت تک کی جدید سائنس اور قرآن مجید کی آیات میں تطبیق تحریر کی تھی۔ یہ رسالہ متقدمین اور متاخرین کے درمیان ایک پُل کا کام کرتا ہے۔(11)

معاصر سائنسی تفسیر میں علامہ طنطاویؒ نے چھبیس جلدوں میں 'تفسیر الجواہر فی تفسیر القرآن' لکھی، تو پورے عالم اسلامی میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے ناپسندیدگی کے تاثرات آنے لگے۔ لوگوں نے اس کو تفسیر بالرائے مذموم

---

6 شمس الدین عبد اللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، (قاہرہ، دار الحدیث، 2006ء) ج13، ص:62

7 اُردو دائرہ معارف اسلامی، جامعہ پنجاب، موضوعی تفسیر، ج6، ص:503

8 الذہبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، ج3، ص:140

9 الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج3، ص:140

10 ڈاکٹر محمد لطیف خان، برصغیر کے تفسیری ادب پر سائنسی علوم کے اثرات، (مقالہ برائے پی ایچ ڈی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2017ء)، ص:88

11 الذہبی، تاریخ التفسیر والمفسرون، ج2، ص:365؛ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، تفسیر، ج6، ص:504

قرار دیا۔[12] اِس تفسیر کو لکھنے کے لیے وہ میڈیکل کالجوں اور مختلف یونیورسٹیوں میں سائنسی علم حاصل کرنے کے لیے گئے ہیں، پھر اس علم کو اپنی تفسیر کا حصہ بنایا، تاہم علامہ طنطاوی کو اس تفسیر کو لکھنے کے لیے بہت زیادہ محنت کرنی پڑی۔[13]

پس ان کتب نے سائنسی تفسیر اُسلوب کو ایک نیا موڑ دیا اور سائنسی تفسیر کو تقویت ملی، یہ وہ دور تھا جب مستشرقین نے قرآن مجید پر اعتراضات اور شک وشبہات کو کتابی شکل میں مرتب کر کے اُمت کو قرآن مجید کی حقانیت سے دور کرنے کی کوشش شروع کی ہوئی تھیں۔

سائنسی علوم کے فروغ میں قرآنی تعلیمات کی افادیت

اہل عرب دینی ودُنیوی علوم سے دور، اور علوم سائنس سے بھی ناآشنا تھے ۔دینِ اسلام نے انھیں تہذیب سکھائی اور داعی اعظم محمد ﷺ کے ذریعے قرآنی دعوت کو عام کیا، پھر اہل عرب اور دوسری اقوام نے قرآنی دعوت کی حکمتوں اور قرآن میں چھپی معاشرتی اور سائنسی علوم کی طرف دعوت سے فائدہ اُٹھایا، اس طرح قرآن نے اقوامِ عالم کو سائنسی طرزِ فکر عطا کیا۔ قرآن مجید کی سات سو چھپن آیات ایسی ہیں جن کی گہرائیوں میں نئی سائنسی تحقیقات چھپی ہیں، جن پر اگر تدبر کیا جائے تو دُنیا سائنس کے لیے نئی حیران کن تحقیقات کا اضافہ ہو گا۔ قرآن مجید کا نزول ایسے دور میں ہوا جب انسان فطری اور سائنسی علوم کے بارے میں بہت کم علم رکھتا تھا۔[14]

قرآن نے دنیا کو سوچنے کا نیا انداز سکھایا، اس نے ہمیں کائنات کی تخلیق، مظاہر قدرت کی پیدائش اور تخلیق کائنات پر بار بار غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہے جس سے سائنسی علوم معرض وجود میں آئے اور انسان کائنات کے حقائق سے پردہ اُٹھاتا چلا گیا اور یہ تسلسل جاری ہے۔ ڈاکٹر مورس بکائیے اس حقیقت کے معترف نظر آتے ہیں:

While inviting us to cultivate science, Qur'ān itself contains many observations on natural phenomena and includes explanatory details

---

[12] الشیخ طنطاوی 1865ء کو مصر میں فرعونی آثار کے قریب ضلع شرقیہ کے مضافات میں پیدا ہوئے، زراعت سے منسلک رہے، قرآن مجید حفظ کیا اور پھر جامعہ الازہر میں شافعیؒ فقہ کا علم حاصل کیا، پھر دارالعلوم مصر میں داخلہ لیا اور سائنس کا علم حاصل کیا، مدرس بھی رہے، اور 1924ء میں تدریس چھوڑ کر تصنیف میں مشغول ہوگئے۔ 12 جنوری 1940ء کو قاہرہ وفات پائی۔ (دیکھیے: الشیخ طنطاوی جوہری ،دراسہ ونصوص، جامعہ ازہر، قاہرہ مصر، ص:13)

[13] الشیخ طنطاوی، مقدمہ الجواہر فی تفسیر القرآن، (قاہرہ: ادارہ بحوث الاسلامیہ، 1930ء)، ج1، ص:4؛ انور بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، ص: 33

which are seen to be in total agreement with modem scientific data. There is no equal to this in the Judeo-Christian Revelation. [15]

جہاں قرآن ہمیں سائنس کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے وہاں خود اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے شواہد اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو سائنسی مواد سے مطابقت رکھتی ہیں، یہود و نصاریٰ کی کتب میں اس جیسی کوئی بات نہیں۔

پورا قرآن انسان کو قدرت کے عجائبات کو تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور اس دعوتِ غور وفکر سے سائنسی علوم میں ترقی ہوئی، انسان کے مشاہدے اور تجربے کی قوت بڑھ گئی جس کی وجہ سے بے شمار نئی معلومات حاصل ہوئیں۔ قرآن کی اِس حقیقت کا تذکرہ 'تاریخ فلاسفۃ الاسلام' کے حوالے سے ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

"قرآن صرف مذہبی کتاب نہیں، بلکہ تقریباً تین سو علوم کا منبع ہے۔ اکثر علوم کا مآخذ قرآن خود ہے"[16]

چنانچہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے کوئی انسانی کتاب ایسی دُنیا میں موجود نہ تھی، جو غلطیوں سے پاک ہو، مگر قرآن کا معاملہ اس سے مختلف ہے، وہ جس طرح ساڑھے سات سو سال پہلے برحق تھا، اسی طرح آج بھی اس کی حقانیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ مرورِ ایام سے اس کی دعوتی صداقت پر کوئی فرق نہیں پڑا، رب العزت فرماتے ہیں کہ:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ﴾(17)

"کہہ دو کہ زمین پر چل پھر کر دیکھو۔"

اور قرآن یہ سارے حقائق کو اپنی اصل شکل میں جانتا ہے، جس کی واقفیت زمانے اور حالات کی پابند نہیں، اگر یہ محدود علم رکھنے والے انسان کا کلام ہوتا تو بعد کا زمانہ اس کو غلط ثابت کر دیتا۔ تو مومن بندے قرآن کی الہامی دعوت کی صداقت پر غور و فکر کے بعد متاثر ہو کر اظہار یوں کرتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(18)

اے ہمارے پروردگار! تونے اس کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے پس آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

---

15 Dr Maurice Bucaille, The Bible, the Quran and Science, translated from French by Alastair D. Pannell (publisher, Islamic Book service, 1999), p. 85.

ایضاً: ڈاکٹر موریس بکائیے، بائبل، قرآن اور سائنس، (کراچی: ادارۃ القرآن، دارلعلوم اسلامیہ)، ص:182

16 ہاشمی، محمد طفیل، ڈاکٹر، مسلمانوں کے کارنامے، (اسلام آباد: اسامہ پبلیکیشنز، 1988ء)، ص:35

17 العنکبوت29: 20

18 آل عمران3: 191

جب کہ اس کے بر عکس وہ لوگ جو مناظر قدرت سے متاثر نہیں ہوتے یا ان سے عبرت و بصیرت حاصل نہیں کرتے، اُن کے بارے میں انور بن اختر اپنی کتاب 'قرآن کے سائنسی انکشافات' میں آئن سٹائن کی حیرت کے اظہار کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

"وہ انسان جو کائنات پر اظہار تعجب کے لیے نہیں ٹھہرتا اور اس پر خشیت و تقوی کی کیفیت طاری نہیں ہوتی، در حقیقت وہ مر جاتا ہے اور اس کی آنکھیں بصارت سے محروم ہو چکی ہیں۔"[19]

جب کہ آئن سٹائن سے سینکڑوں سال پہلے قرآن مجید نے اس حقیقت کی طرف راہنمائی فرمائی:

﴿أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾(20)

کیا یہ لوگ کائنات کے ارض و سما اور دیگر تخلیقات رب پر غور نہیں کرتے، شاید ان کی موت قریب آچکی ہے۔ اس کے بعد آخر یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

یہی وجہ ہے قرآن مقدس نے 'مناظر قدرت کو' آیات اللہ کے نام سے موسوم کرتا ہے اور ان پر غور و تدبر کی دعوت کی دعوت دیتا ہے۔ امام شاہ ولی اللہؒ اس کو 'علم بآلاء اللہ' کہا ہے، اس کو موجودہ زبان میں علم کائنات یا علم سائنس کہا جاتا ہے۔[21]

اور جو لوگ علم آلاء اللہ کی دعوت سے اعراض کرتے ہیں اُن کے بارے میں قرآن کی تنبیہ یوں ہے:

﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾(22)

"یا تمھارا خیال یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ نہیں! ان کی مثال تو بس چار پاؤں کے جانوروں کی سی ہے ، بلکہ یہ ان سے زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔"

پس سائنس حقیقت میں 'آیات اللہ' میں سے ہیں، جس کو اللہ نے فرعون مصر کے ہاں جنم دیا، منکر و ملحد کے ہاتھوں پرورش دلوائی، اس کے ذریعے انھیں خدا دوستی اور خدا شناسی کی دعوت دی، الہامی دعوت کی کی حقانیت کا اعتراف کرایا اور اُن سب کے لیے اتمام حجت بن کر رہی، جنھوں نے اپنے کفر و انکار پر اصرار کیا۔ روز محشر ان کی سائنسی ایجادات و مشاہدات ہی انھیں جھٹلانے کے لیے کافی ہوں گے۔

---

19 انور بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، (کراچی، ادارہ اشاعت اسلام، 2003ء)، ص: 38

20 الاعراف 7: 185

21 قادری، حافظ حقانی میاں، قرآن، سائنس اور تہذیب و تمدن، (کراچی: دار الاشاعت 1999ء)، ص:2

22 الانعام 6: 44

جدید سائنسی تحقیقات سے قرآنی الفاظ کی ہم آہنگی اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ تحقیقات متعلقہ واقعہ کا سراغ لگانے میں کام یاب ہو چکی ہیں اور اسی طرح مادی کائنات کے بارے میں قرآن کے اشارتی الفاظ کی تفسیر کے لیے بنی نوع انسان کو ضروری مواد حاصل ہو گیا ہے، اگر قرآن سائنسی علوم کی تصریح نہ کرتا تو انسان سائنسی روح اور تحقیقی ظرف سے متعارف نہ ہو سکتا۔ یقین محکم سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آئندہ صحیح تر معلومات قرآن کے سائنسی اشارتی الفاظ کو زیادہ صحیح طور پر واضح کرنے ہوں گی، وہ کسی اعتبار سے مختلف نہیں ہو سکیں گی۔

مبحث دوئم: قرآن پاک کا سائنسی انداز دعوت اور اس کی معنویت

قرآن پاک کا سائنسی انداز فکر و دعوت

قرآن مجید ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے جو انسان کو کائنات اور نظام کائنات میں غور و فکر، عبرت و بصیرت اور تفکر و تدبر کی دعوت دیتی ہے۔ اور اس میں ایسی آیات بکثرت ہیں جن میں اُسلوب بدل بدل کر کائنات میں غور و فکر، بصیرت و تدبر مشاہدے کی ترغیب، کی دعوت دی گئی ہے۔ سورۃ النحل میں اسی مضمون میں چار الفاظ آئے۔ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔[23] لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ[24] لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ[25] لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ[26] آئے ہیں۔ عْقِلُوْنَ ۲۳ مرتبہ اوریَعْقِلُوْنَ کے الفاظ ۲۰ سے زائد مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔[27]

قرآن مجید نے کائنات میں غور و فکر کرنے کے لیے مختلف اسالیب دعوت اپنائے ہیں، تاکہ انسان اس عالم میں غور و فکر کر کے ہدایت کی طرف گامزن ہو کر اخروی اور دائمی زندگی میں سرخرو ہو سکے۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

> ”یہ عمدہ سے ادنیٰ کی جانب نزول ہے۔ یعنی اعلیٰ صفت یہ ہے کہ انسان کائنات میں غور کرے۔ یہ نہ ہو تو کم از کم عقل سے کام لے اور معقول بات کو سنے اور سمجھنے کی کوشش کرے اور کائنات کی اشیا اسے جس منزل کی جانب متوجہ کر رہی ہیں۔ ان کی یاد دہانی سے فائدہ اُٹھائے“۔[28]

---

23 سورہ النحل16 :11

24 سورہ النحل16 :12

25 سورہ النحل16 :13

26 سورہ النحل16 : 65

27 فواد عبد الباقی، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، (بیروت: دار صادر، س ن) ص: 468

28 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، (لاہور، فاران فاؤنڈیشن، 2000ء)، ج 3 ص:642

ماضی کے اقوام کی بد اعمالیوں کی وجہ سے بربادی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل علم کے لیے ان نشانیوں میں سبق پوشیدہ ہیں جن سے وہ عبرت حاصل کریں ارشاد ربانی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾(29)

”ان (انبیا، امم سابقین) کے قصوں میں سمجھداروں کے لیے عبرت ہے“

قرآن پاک جب دلائل آفاق وانفس کا ذکر کرتا ہے تو سمع وبصر اور عقل ہی کے استعمال کا تقاضا نہیں کرتا، بلکہ تدبر کے علاوہ تذکر، تفقہ اور عبرت پذیری کے مطالعے کی بھی دعوت دیتا ہے کہ انسان صرف مادی فوائد حاصل نہ کرے بلکہ معرفت الٰہی کی طرف متوجہ ہو۔ قرآنی دلائل کا امتیاز یہ ہے کہ وہ دل اور عقل دونوں کو مطمئن کرے، چنانچہ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد رفیع الدین راقمطراز ہیں:

> قدرت کے لیے دُنیا میں سب سے پہلی موثر آواز ہوئی وہ قرآن حکیم کی آواز تھی، لہٰذا حواس سے کام لے کر، مظاہرہ قدرت کا مشاہدہ کرنا دل سے کام لے کر ان پر غور وفکر کرنا اور صحیح صحیح نتائج اخذ کرنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا ہے۔(30)

قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کا دین فکر وتدبر، اور شعور انسانی کو بیدار کرنے کی دعوت دیتا ہے، یہ نہ سائنسی کتاب ہے اور نہ ہی صرف مذہبی کتاب ہے، بلکہ تمام علوم کا 'باب العلم' یہی مقدس کتاب ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی ابو بکر بن العربی کی کتاب 'قانون التاویل' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”قرآن حکیم ستتر ہزار چار سو پچاس (77450) علوم پر مشتمل ہے، یہ عدد قرآنی کلمات کو چار سے ضرب دینے سے حاصل ہوا، وہ چار کلمات یہ ہیں: ایک اس کلمہ کا ظاہر وباطن ہے اور حدّ ومطلّع، یہ اس حالت میں ہے کہ جب کلمات قرآن کو انفرادی اعتبار سے بدون ترکیب دیکھا جائے۔“(31)

قرآن مجید کے تمام اکتشافات کا تقابل عصر حاضر کے مسلم نظریات سے کیا جائے، تو زمانہ قدیم میں مفسرین قرآن کی سائنسی تشریح اس طرح کرنے سے قاصر تھے جس طرح آج ہم کرسکتے ہیں، کیونکہ ہمیں ان چیزوں سے مدد ملتی ہے جو جدید معلومات ہمارے لیے فراہم کرتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں:

> But the point to note is the general empirical attitude of the Qur'ān which engendered in its followers a feeling of reverence for the actual, and ultimately made them the founder of Modern

---

29 یوسف12: 111

30 محمد رفیع الدین، ڈاکٹر، اسلام اور سائنس، (کراچی: اقبال اکیڈمی، 1968ء)، ص:21

31 السیوطی، امام جلال الدین، الاتقان فی العلوم القرآن، (القاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1329ھ)، ج2، ص: 138۔

science. it was a great point to awaken the empirical spirit in an age which renounced the visible as of no value in men's search after God.[32]

"یہاں توجہ طلب امر قرآن کریم کا وہ اختیاری (مظاہر عالم کے مطالعہ اور مشاہدہ کی) روش ہے، جس سے مسلمانوں کے اندر عالم واقعیت کا احترام پیدا ہوا اور جس کی بدولت آگے چل کر انھوں نے جدید سائنس کی بنیاد ڈالی۔ پھر یہ امر (بھی توجہ طلب ہے) کہ اختیار اور مشاہدے کی اس روح کو اس زمانے میں بیدار کیا جب ذات الٰہیہ کی جستجو میں مرئی کو بے حقیقت سمجھتے ہوئے سرے سے نظر انداز کر دیا گیا تھا، ایسا کرنا (موجودات میں غور وفکر) کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔"

دعوتی اعتبار سے قرآن مجید ایک جدید سائنسی دور کا داعی اور علم بردار ہے جس نے اپنے مداعیین کو نئے نظریات سے آگاہ کر کے فکری دُنیا میں عظیم سائنسی انقلاب برپا کیا۔ چنانچہ اس حوالے سے سورہ بقرہ کی یہ آیت کس قدر فراخ دلی کے ساتھ سائنسی حقائق کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾(33)

زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں، دن رات کے ہیر پھیر میں، اور اُن کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کے لیے نفع سامان لے کر چلتی ہیں، اُس پانی میں جس کو اللہ نے بلندی سے اُتارا اور اُس کے ذریعے زمین کو زندگی بخشی جب کہ مردہ تھی، پھر اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیئے، اور ہواؤں کے اَدل بدل میں، اور اُس بادل میں جو زمین اور آسمان کے درمیان مسخر رہتا ہے، (غرض ان تمام مظاہر میں) عقل مندوں کے لیے یقیناً (بہت سی) نشانیاں موجود ہیں۔

شیخ طنطاوی جوہری نے لکھا ہے کہ:

اِس موقع پر بہت سے دعوتی فوائد کا بھی اثبات ہو رہا ہے۔ مثلاً اس موقع پر اہل دانش کی سند اُن لوگوں کو عطا کی جا رہی ہے جو اجرامِ سماوی کی تخلیق میں غور کرتے ہیں، دن رات کے ہیر پھیر اور اُن کے اسرار و عجائب معلوم کرتے ہیں، سمندری کشتیوں، جہازوں اور سامان تجارت کے فوائد پر نظر ڈالتے ہیں، بارش کے اسرار، نباتات کے مظاہر، چوپاؤں کی خلقت اور اُن کی سرشت کا مطالعہ کرتے ہیں، ہواؤں کے ضوابط کا علم حاصل کرتے ہیں، بارش اور بادلوں کے اسرار معلوم کرتے

---

32 Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, (Lahore: Dodo press, 1930), p.12.

ایضاً، مجلہ تحقیق، 1995-96، کلیہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

33 البقرۃ 2: 163

ہیں۔ غرض ان تمام چیزوں کی حقیقت و ماہیت اور اُن کے اسرار و فوائد کے جاننے اور اُن میں غور و فکر کرنے والوں کو اس موقع پر 'صاحب عقل' یا 'اہل دانش' قرار دیا گیا ہے۔(34)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فلکیات، بارش، ہوا، بادل، ندی، نہریں، معدنیات اور دیگر تمام طبیعی و صنعتی علوم کی تحصیل ضروری ہے، غور فرمائیں تو پتا چلے گا کہ یہاں پر جن کشتیوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ لوہا، کوئلہ اور بجلی کے محتاج ہیں۔ غرض اس آیت میں تمام اہم علوم کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔(35)

قرآن مجید کی مذکورہ دعوت کی افادیت یہ ہے کہ جب نظام کائنات میں تعقّل و تدبر سے کام لیا جائے گا تو نتیجے کے طور انسان خالق کائنات کی بڑائی و عظمت دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرے گا جو صحیح معنی میں خدا شناسی اور خُدا رسائی ہے۔

عصر حاضر میں سائنسی تفسیر کی افادیت

موجودہ صدی میں دعوت دین اور قرآن فہمی کے لیے سائنسی تفسیر کا اضافہ تفسیری ادب میں ایک اہم اضافہ ہے۔ یہ عوام الناس میں بے شمار خوبیوں کی وجہ سے مقبول ہے۔ عصر حاضر میں جدید علوم سے آراستہ پڑھے لکھے طبقے پر بے شمار اثرات مرتب ہوئے ہیں، کیونکہ معاصر جدید علوم سے آراستہ طبقات ہر چیز کی افادیت کو دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور سائنسی تفسیر نے قرآن مجید کے دعوتی افادیت میں اضافہ کیا ہے جس کی وجہ سے معاصر تعلیم یافتہ طبقہ کافی متاثر ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اسلام اپنے دوسرے محاسن کی وجہ اپنی نمائندگی نہیں کر رہا، بلکہ سائنسی تفسیر نے اسلام کے محاسن کو مزید مزین کیا ہے، چنانچہ انور بن اختر، ونڈوڈ کی کتاب 'انسان کی شہادت' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> جس زمانے میں یورپ بے علمی اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، اسلامی ہسپانیہ میں علم و فضل کا دور دورہ تھا اور وہاں کیمیائی تجربے کیے جا رہے تھے اور یہ ذہنی انقلاب تمام تر کتابِ اسلام (قرآن مجید) کی بدولت ظہور میں آیا۔(36)

اور اس کی بدولت اسلام کی دعوت میں سہولت پیدا ہوتی ہے اور جس کو دعوت دی جاتی ہے وہ جلدی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ہند شلبی لکھتے ہیں:

> یہ معاصر فکر نہیں بلکہ تب سے موجود ہے جب سے یونانی فلسفیانہ علوم فکر اسلامی میں دخیل ہوئے اور ابن رشد و دیگر مسلم فلاسفہ کے ہاں فلسفہ اور شریعت میں موافقت کی تحریک نے جنم لیا تھا۔(37)

---

34 طنطاوی، القرآن والعلوم العصریہ، (مصر: 1377ھ)، ص: 25-26

35 ندوی، مولانا محمد شہاب الدین، قرآن سائنس اور مسلمان، (کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1988ء)، ص: 24

36 انور بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، (کراچی: ادارہ اشاعت اسلام، 2003ء)، ص: 35

اور گلوبلائزیشن کے اِس دور میں بھی اسلام کی دعوت کی افادیت واہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، نیز اس میں سائنسی تفسیر کا نمایاں مقام ہے۔ عصر حاضر میں قرآن کی سائنسی تفسیر نے، دین کی دعوت میں ایسی ہم آہنگی پیدا کی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام ہی عصر حاضر کا دین ہے۔ اور اس کے بیان کردہ اُصول اور انکشافات برحق ہیں۔ قرآن جُملہ انسانی ضرورتوں کا خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی طرف راہنمائی بھی کرتا ہے، تو لا محالہ تمام علوم خواہ وہ مادی ہوں یا روحانی، تکوینی ہوں یا غیر سائنسی سب کا مرجع و منبع یہی قرآن ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ تِبۡيَٰنٗا لِّكُلِّ شَيۡءٖ﴾[38]

"اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتار دی ہے تاکہ وہ ہر بات کھول کھول کر بیان کردے۔"

سائنسی تفسیر کی معنویت پر ایک اعتراض اور اُس کا جواب

ماضی میں ہمارے متقدمین مفسرینِ قرآن نے ان سائنسی انکشافات کی وضاحت کیوں نہیں کی؟ حالانکہ قرآن مجید قدیم اور جدید سائنسی اور غیر سائنسی علوم کا منبع وچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ تِبۡيَٰنٗا لِّكُلِّ شَيۡءٖ﴾[39]

"ہم نے آپ پر وہ کتاب اتاری جو ہر چیز کو خوب وضاحت کرنے والی ہے"۔

اسی طرح باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلَّ شَيۡءٖ فَصَّلۡنَٰهُ تَفۡصِيلٗا﴾[40]

"اور ہم نے ہر چیز کی خوب تفصیل کی ہے"

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ علم دوست مسلم حکومتیں کے عروج کو زوال ہوا تو ان علوم میں تحقیق و تفتیش کا ذوق دلوں سے جاتا رہا۔ بعض تاریخی اسباب کی بنا پر دین و دنیا کی تقسیم عمل میں آئی تو علمانے دین کی حفاظت کے خیال سے دنیوی علوم سے کنارہ کش ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ اس تقسیم کا اثر یہ ہوا کہ 'علم اسماء' کا چراغ اپنوں کے بجائے غیروں کے آستانوں میں جلنے لگا، نتیجتاً ہم اس روشنی سے دور بھاگنے لگے، اس طرح یہ علم اب ہمارے لیے بالکل اجنبی بن کر رہ گیا ہے۔[41]

37 شبلی، ڈاکٹر، ہند التفسیر العلمی للقرآن الکریم، (تیونس: المساہم، 1985ء)، ص:44

38 النحل16: 89

39 النحل16: 89

40 الاسراء17: 12

41 مولانا محمد شہاب الدین ندوی، اسلام اور جدید سائنس، ص: 24

در حقیقت قرون اولیٰ میں سائنس کی دریافتیں اور ایجادات معرض وجود میں نہ آئی تھیں جن کی طرف قرآن حکیم میں بلیغ سائنسی اشارات موجود تھے۔ عربی زبان اتنی وسعت رکھتی ہے کہ بعض اوقات ایک ہی لفظ کے کئی کئی معانی ہوتے ہیں، اس وجہ سے قرآن کے اصل مفاہیم کو سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے، قرآن مجید کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ اپنے لچکدار الفاظ کی بدولت ہر زمان ومکان کے لیے موزوں ہوتا ہے۔ مقدمین مفسرین نے اپنے وقت اور موقع و محل کے مطابق جو الفاظ مناسب اور موزوں معلوم ہوئے وہ لکھ دیئے اور ایسی آیات جو کسی سائنسی مظہر کو بیان کرتی تھیں ایسی آیات کی تشریح کرنے سے قرآن کے معنی ومطالب میں تحریف نہ ہو جائے اور بجائے ثواب کے حاصل کرنے کے گناہ کے مرتکب ہو جائیں اگرچہ وہ اسلامی علوم اور قرآن فہمی پر اچھا خاصا عبور رکھتے تھے۔ اگر ہم عربی لغات کے اعتبار سے غور کریں تو معلوم ہو گا کہ ان آیات کے بہت سے الفاظ ان اشارات کے پوشیدہ مفاہیم کی گرہ کو کھول دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں کئی حقائق ایسے ہیں جن کا انکشاف ہوا ہے اور جدید سائنس ابھی تک ان کو سمجھ نہ سکی، لیکن قرآن مقدس نے یہ حقائق اور راز انسان پر فاش کر دیئے ہیں۔

قرآن حکیم کی جو خدمت جس جس انداز میں ہمارے اکابر مفسرین نے گزشتہ چودہ سو سالوں میں اپنے فکر و انداز اور اپنے احوال وحالات کے مخصوص میادین میں انجام دی ہے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بیسویں صدی کے جید عالم سید قطب شہید قرآن حکیم میں بعض آیات کی سائنسی وضاحت پیش کرنے میں اُن کا خیال تھا کہ سائنس دان قرآن مجید سے وہ باتیں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اس میں موجود ہی نہیں۔[42]

عجیب بات ہے کہ ہم قرآن مجید کی ان آیات مقدسہ کو پڑھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارے جد امجد نے فرشتوں کے سامنے تمام اسما کو گنا کر اپنی برتری ظاہر کر دی اور اپنی فضلیت کا سکّہ بٹھا دیا۔ مگر یہ کوشش کبھی نہیں کرتے اپنے باپ کا یہ علم حاصل کر کے صحیح معنی میں اس کے وارث بنیں اور اس میدان میں اقوام عالم پر اپنی فضیلت وبرتری ثابت کرنے کی کوشش کریں، جب کہ دوسری قومیں یہ علم صحیح طور پر حاصل کر کے نہ صرف آفاق عالم پر اپنی برتری کا جھنڈا لہرائے ہوئے ہیں بلکہ زندگی کے ہر میدان میں ہم کو نیچا دکھا رہی ہیں۔

مگر آج کے مسلمانوں کے سامنے جب چیزوں کے نام یا مظاہر کائنات کا تذکرہ آتا ہے تو وہ یا تو وحشت زدہ ہو جاتے ہیں یا اُن کو غیر اسلامی یا غیروں کا علم قرار دے کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ سب اشیا، ان کے خواص اور اُن کی کارکردگیاں انھیں ازبر ہونا چاہیے تھا۔[43]

---

[42] قادری، حافظ حقانی میاں، ڈاکٹر، قرآن سائنس اور تہذیب وتمدن، (کراچی: دار الاشاعت، 1999ء)، ص:55

[43] ندوی، محمد شہاب الدین، مولانا، اسلام اور جدید سائنس، ص: 24

مبحث سوئم: دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت و اثرات کا تطبیقی جائزہ

لفظ 'اسماء' کی انسان کو دعوت اور اس کی افادیت

بنی آدم کو جس علم کی سب سے پہلے دعوت دی گئی، وہ علم شریعت کا نہیں بلکہ 'علم فطرت' کی دعوت تھی، اس کو قرآن نے 'علم اسماء' کے نام سے پکارا ہے۔ اس کی سائنسی تفسیر علم مظاہر کائنات سے کی جا سکتی ہے، امام شاہ ولی اللہؒ نے اسی کو 'علم آلاء اللہ' کہا ہے،(44) یعنی تمام موجودات عالم اور اُن کی خصوصیات و امتیازات کا علم، موجود دور میں سائنس جن چیزوں سے بحث کرتی ہے وہ موجوداتِ عالم ہیں، جو باتیں بیان کرتی ہے، وہ یہی 'اشیا کے آثار و خواص' ہیں۔ ارضیات، فلکیات، حیاتیات، طبیعیات، کیمیا وغیرہ تمام سائنسی علوم کا دائرہ مادی چیزوں اور اُن کی خصوصیات ہی کے گرد گھومتا ہے۔(45)

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾**(46)**

"اور سکھائے آدم کو تمام اسما (موجوداتِ عالم کے نام اور اُن کی خصوصیات) بتا دیئے"

لفظ "اسماء" اسم کی جمع ہے، جس کا مفہوم اُردو میں 'نام' کے لفظ سے کیا جاتا ہے۔(47) لیکن عربی میں اس سے مراد 'علامت' کے ہیں۔ اسم الشیء علامته۔(48) اسی طرح کسی ایسی خصوصیت کے لیے بھی بولا جاتا ہے جس سے کسی چیز کی شناخت کی جا سکے، (الاسم مایُعرف به ذات الشئی۔(49) پس اس لحاظ سے 'اسماء' کے معنی علامتوں یا شناختوں کے ہوئے، اور چیزوں کی علامتوں سے مراد چیزوں کے آثار و خواص ہیں۔ اکثر مفسرین کے ہاں اس سے مراد دُنیا بھر کی تمام چیزیں اور اُن کے آثار و خواص ہیں، گویا کہ آدم اور بنی آدم کو سارے تکوینی علوم دیئے گئے تھے۔ عصر حاضر میں ان خواص کو 'طبعی خصائص' یا Physical properties کہا جاتا ہے۔

---

44 انور بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، ص: 39

45 ندوی، اسلام اور جدید سائنس، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، 1993ء)، ص:19

46 البقرة2: 31

47 ندوی، اسلام اور جدید سائنس، ص:17

48 آبادی، مجد الدین فیروز آبادی، القاموس المحیط، (بیروت، دار الفکر)، ج4، ص: 344

49 اصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل الراغب، مفردات الفاظ القرآن، تحقیق: صفوان عدنان داودی، (دار القلم، الدار الشامیہ، 2009ء)، ج1، ص:315

حضرت ابن عباس کے نزدیک اس سے مراد وہ چیزیں جن سے لوگ متعارف ہیں، مثلاً چوپائے، آسمان، زمین، سمندر وغیرہ[50] علامہ زمخشری، امام الرازی، علامہ شہاب الدین آلوسی اور سید رشید رضاؒ اور علامہ ابو حیان الأندلسی[51] نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ

وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية[52]

اس سے مراد حضرت آدم کو تمام چیزوں کے احوال اور اُن سے متعلق دینی و دنیوی منافع بھی بتادیئے۔

علامہ طنطاوی اس کی سائنسی تفسیر تحریر کرتے ہیں:

واهمه المعرفه الاختراع، وسائر الصناعات، وهو منى عرف الالفاظ كلها عرف المعانى كلها[53]

اللہ نے آدم کو اشیا کی معرفت، ایجاد و اختراع اور تمام صنعتیں الہام کر دیں۔

تفسیر جواہر القرآن اور تفسیر البیضاوی کی سائنسی تفسیر کے مطابق اس علم کی وسعت اور اُس کے اقتضا میں تمام وعلوم وفنون بھی داخل ہیں جن کو عصر حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کہا جاسکتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے مراد مادہ اور اس کی قوتوں کو جاننا اور اس سے مستفید ہونا۔

علم اسما یا دوسرے لفظوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کیے بغیر موجودہ دور میں سائنسی تفسیر کی افادیت کے تقاضات تک پورے نہیں ہوسکتے ہیں، جب تک علم اسما کی تحقیق کرکے اصل میں خدا کے کاموں کی دعوت کو یا خدا کی پیدا کردہ تخلیقات میں غور وفکر اور تدبر کی کوشش کرکے، کائنات میں پوشیدہ رازوں کی نقاب کشائی کرکے، جدید منطقی ذہن، مشرک اور بے دین لوگوں کی راہنمائی نہ کی جائے، جن کو مظاہر کائنات کے سمجھنے میں دھوکا ہوا جن سے اُنھوں نے غلط نتائج اخذ کرتے ہیں۔ جس طرح قدیم چیزوں کے بارے میں معلومات 'علم اسماء' میں داخل تھی، اسی طرح جدید سے جدید تر چیزوں سے واقفیت بھی علم اسما میں داخل ہے، بلکہ قیامت تک کی چیزیں اس میں داخل ہیں۔

علم اسما کی تحقیق کا سب اہم فائدہ معرفت الٰہی کا حصول ہے، یعنی نظام ربوبیت کی تحقیق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے لازوال صفات، واحدنیت، قدرت، علم ازلی، حکمت و مصلحت، مخلوق پروری، رحمت، اور اس کی عجیب وغریب منصوبہ بندی وغیرہ کا

---

50 ابن کثیر، محمد بن اسمٰعیل، تفسیر القرآن العظیم، (قاہرہ: دار طیبہ، 1999ء)، ج1، ص:73

51 الأندلسی، ابوحیان، البحر المحیط، (بیروت: دار النشر / دار الفکر، س ن)، ج1، ص:120

52 الزمخشري، ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد، جار اللہ، الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س ن)، ج1، ص: 155

53 طنطاوی، تفسیر الجواہر القرآن، ج1، ص: 52

پورا مشاہدہ بھی ہو جاتا ہے جو وحدت الشہود کی منزل ہے، اور اس منزل تک پہنچ جانے کے بعد انسان فکری اعتبار سے بھٹکنے کا موقع نہیں رہتا ہے۔

قرآن کی اس دعوت کی افادیت سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات اور اس کی تمام مظاہر ایک ضابطہ کے پابند ہیں اور اُن کے اصولوں میں کوئی تغیر و تبدّل نہیں ہو رہا ہے۔ ان مظاہر کے جو ضوابط مقرر کر دیئے تھے مُرور ایّام کی وجہ سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی ہے۔ جن اشیا اور موجودات کے جو خواص و تاثیرات آدم کے زمانے میں متعین کر دیئے تھے وہی اب تک برابر برقرار چلے آ رہے ہیں، جن سے معاصر دُنیا بتدریج آگاہی حاصل کر کے فائدہ حاصل کر رہی ہے۔

قرآن کی اِس دعوت سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علم دین اور علم فطرت میں اصلاً کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے، کیونکہ دونوں کا ایک مبدا ہے، وہ قرآن مجید ہے۔ ان سائنسی آیات کریمہ کا منشا یہ ہے کہ آدم کی اولاد یعنی مسلمان دُنیا کی تمام چیزوں کا علم حاصل کریں اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دینی دینوی ہر حیثیت سے عالم انسانی کی رہنمائی کریں۔

قرآن کی اِس آیت کریمہ سے وہی صحیح افادیت حاصل کر سکتے ہیں جو غور کریں کہ وہ اپنے باپ کے اس علم سے کہاں تک بہرہ وَر ہیں اور خلافتِ ارض کے تقاضوں کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں۔[54]

اُنگلیوں کے پوروں کے سائنسی حقائق کی افادیت

قرآن کی الہامی دعوت میں جب یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا تو لوگوں کے اُنگلیوں کے نشانات (نشاناتِ انگشت) کا خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانی انگلیوں کی تخلیق کے لیے ۵۸ ہڈیاں بنائی گئیں، ایک ترتیب سے رکھ کر اُن پر خون کی نالیوں کے جال بچھائے گئے اور ان کے اوپر ریشے دار جلد کی بے شمار تہیں چڑھائی گئیں۔ باری تعالیٰ سورہ القیامہ میں فرماتے ہیں کہ:

﴿اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ۔بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ﴾ (55)

"کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو اکٹھا نہیں کر سکیں گے؟ کیوں نہیں؟ جب کہ ہمیں اس پر بھی قدرت ہے کہ اس کی انگلیوں کے پور پور کو ٹھیک بنا دیں۔"

[54] ندوی، اسلام اور جدید سائنس، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، 1993ء)، ص: 21

[55] القیامہ 75: 3 - 4

دنیا کے ہر شخص کے فنگر پرنٹس منفرد ہوتے ہیں کسی بھی دوسرے انسان کے فنگر پرنٹ سے نہیں مل سکتے ہیں۔ عہد حاضر میں انگوٹھے کی پہچان کے لیے سکینگ مشین کا استعمال کیا جاتا ہے، اس عمل کو اصطلاحاً "آرٹیفیشل انٹیلی جنس" بھی کہتے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں دستخطوں کے ساتھ انگوٹھے کو انتہائی معتبر اور مستند سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے شناختی کارڈ کا عمل ہو ، پاسپورٹ کا عمل ہو انسانی شناخت کے لیے اس کا نشاناتِ انگشت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو انسان کی انگلیوں کے ایک ایک پور تک کو دوبارہ ٹھیک ٹھیک اسی طرح دوبارہ بنانے پر قادر ہیں، جیسے وہ شروع میں تھے، انگلیوں کے پورے کا خاص طور پر اس لیے ذکر فرمایا گیا ہے کہ ان پوروں میں جو باریک باریک لکیریں ہوتی ہیں، وہ ہر انسان کی جو زندہ ہو یا کسی زمانے میں زندہ رہا ہو، اس کے فنگر پرنٹس دوسرے سے الگ ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا میں دست خط کے بجائے انگوٹھے کے نشان کو استعمال کیا جاتا ہے، ان لکیروں میں اتنا باریک باریک فرق ہوتا ہے کہ اربوں انسانوں کی انگلیوں کے اس فرق کو یاد رکھ کر پھر دوبارہ ویسی ہی لکیریں بنا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے ممکن نہیں ہے۔[56]
فنگر پرنٹس کی یہ خصوصیت تو انیسویں صدی کے آخری برسوں میں دریافت ہوئی تھی۔ اس سے پہلے لوگ نشانات انگشت کو عام سی لکیریں سمجھتے تھے، جن کی کوئی افادیت و معنویت واضح نہیں تھی، قرآن صادق میں اللہ تعالیٰ ﴿ اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَہ﴾ "انگلیوں کے پور پور تک" کے الفاظ کہہ کر انسان ناطق کی توجہ اس قرآنی صداقت کی طرف دلاتا ہے اور ہمیں فنگر پرنٹ کی اس معنویت کا احساس دلاتا ہے جو ہم پر صرف جدید سائنسی حقائق سے ہی ظاہر ہو سکی۔[57]
یہ اللہ ہی ہے جو یہ سب کرنے پر قادر ہے، قرآن مجید ہی وہ پہلی الہامی کتاب ہے جس نے اس حقیقت کی طرف انسان کی توجہ دلائی۔ اس سے پہلے کسی الہامی کتاب میں اس بارے میں کوئی واضح راہنمائی موجود نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا قرآن اور سائنس ایک دوسرے سے باہمی تعلق بھی رکھتے ہیں۔

تخلیق انسانی کے سائنسی انکشافات اور قرآنی حقائق کی معنویت

اسلام اور سائنس میں کبھی عداوت نہیں رہی اور نہ شاید آیندہ ہوگی، قرآن سائنسی جستجو اور تحقیق کی تلقین کرتا ہے اور اپنے لاثانی اور آفاقی اُسلوبِ بیان سے لوگوں میں تحریک پیدا کرتا ہے کہ وہ تخلیق کے راز دریافت کریں۔ علمائے سائنس نے

---

56 تقی عثمانی، مفتی محمد، آسان تفسیر قرآن، ص:1247

57 ہارون یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن)، ص: 126

کائنات کے جن سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا ہے اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو ان کا سرچشمہ قرآن مقدس ہی ہے۔ ڈاکٹر کیتھ مور[58] کہتے ہیں کہ انھوں نے سورۃ المومنون کی اس آیت :

﴿ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾[59]

"پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمے ہوئے خون کو ایک لوتھڑا بنا دیا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔"

اور سورہ زمر کی آیت:

﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ﴾(60)

"اس نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ پھر اسی سے اس کا جوڑ بنایا، اور تمھارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کیے۔ وہ تمہاری تخلیق تمھاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیریوں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے گزرتے ہو"

اِن دو آیات کے درمیان اور جدید تحقیقات کا تقابلی مطالعہ کیا ہے، تو ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے اس بات سے، کہ قرآن کا پیش کردہ مذکورہ بیان جدید دریافتوں کے عین مطابق ہے، یہ دیکھ کر انھیں سخت تعجب ہوا کہ قرآن کی بیان کردہ حقیقتیں جو چودہ سو سال پہلے جب نہ مائیکروسکوپ موجود تھی اور نہ ہی Dissection ہوتا تھا، قرآن نے علم جنین کے متعلق جو معلومات دی ہیں وہ بالکل درست حقائق پر موجود ہیں، جن کو اہل مغرب نے پہلی بار 1940ء میں دریافت کیا، انھوں نے اپنے مقالے میں ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا:

> The 1300 years old Korān contains passages so accurate about embryonic development that Muslim s can reasonably believe them to be revelations from God.[61]

---

58 ڈاکٹر کیتھ مور جینیات کے ماہر ہیں اور کینیڈا کی ٹورانٹو یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ان کی مشہور کتاب علم جنین (Embryology) میں سند مانی جاتی ہے۔ یونیورسٹی کی سطح پر بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔

59 المومنون23: 14

60 الزمر39: 6

61 وحید الدین خان، عظمت قرآن، (لاہور: دار التذکیر، س ن)، ص: 34

تیرہ سو سال قدیم قرآن میں جنیاتی ارتقا کے بارے میں اس قدر درست بیانات موجود ہیں کہ مسلمان معقول طور پر یہ یقین کر سکتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اتاری ہوئی آیتیں ہیں۔

ڈاکٹر موصوف کا کہنا ہے کہ انسانی تخلیق کے مراحل کی اس سے زیادہ صحیح تعبیر ممکن نہیں ہے۔[62] پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم قرآن کی سائنسی تفسیر کی معنویت حوالے سے لکھتے ہیں:[63]

> قرآن حکیم میں کئی ایسے حقائق کا انکشاف ہوا ہے کہ جدید سائنس ابھی تک ان کو نہ سمجھ سکی، لیکن قرآن حکیم نے یہ حقائق اور راز انسان پر فاش کر دیئے ہیں۔ سائنس کو ان کی دریافت میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔ جس وقت میڈیکل سائنس بالکل خاموش تھی اُس وقت قرآن حکیم نے انسان کی پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں مختلف حالتوں کا بڑی وضاحت سے بیان کیا اور اسی طرح علم سرجری اس نہج تک نہ پہنچا تھا جس تک آج ہے، مگر قرآن حکیم نے رحم مادر میں تین اندھیروں (ظلمات) کا ذکر کر دیا جس کی آج میڈیکل سائنس تردید نہیں کر سکتی بلکہ تصدیق کرتی ہے۔[64]

قرآنی آیات کو نیہ کی تصدیق ہر دور میں ہوتی رہی ہے، جب کہ سائنسی نظریات بدلتے رہتے ہیں ، لیکن قرآن کی دعوت کو نہ کل جھٹلایا جاسکا نہ آج ایسا ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے لاکھوں سائنس دان قرآن کے سحر انگیز اسلوب دعوت سے متاثر ہو کر فوز و فلاح کی طرف گامزن ہوئے۔

ہڈیوں پر گوشت کا غلاف کی سائنسی افادیت

قرآن نے پیدائش کے سلسلے میں ایک خاص بات یہ بتائی کہ پہلے بچے کی ہڈیاں بنتی ہیں پھر ان پر عضلات چڑھائے جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾(65)

---

62 ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن، ج 1، ص:26

63 پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم نے پی ایچ ڈی میٹالرجی لندن سے کی ہے، آپ صدر پاکستان انسٹی ٹیوب آف میٹالرجیکل انجینئرنگ اور صدر ڈین فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور) رہے ہیں۔

64 پروفیسر فضل کریم، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس حیرت آفریں سائنسی اکتشافات، (لاہور: فیروز سنز 1999ء)، ص: 30

65 المومنون 23: 14

پھر ہم نے اس نطفہ (بوند) کو علقہ (جمے ہوئے خون کے لوتھڑے) کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو مضغہ (گوشت کا ڈلا) بنا دیا، پھر ڈلے کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا دیا۔ پس بڑا بابرکت ہے اللہ، جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔

علم جنین (Embryology)[66] میں عصر حاضر سے پہلے تک ماہرین جینیات کا خیال تھا کہ رحم مادر میں ہڈیاں اور گوشت بننے کا عمل ایک ساتھ ہوتا ہے، اس وجہ سے ایک طویل عرصے لوگ یہ دعویٰ کرتے رہے کہ یہ آیات قرآنی سائنس کے متصادم ہے، جو کہ قرآن کی سائنسی تفسیر کی مذموم صورت تھی۔ جس سے قرآن کی حقانیت پر حرف آتا تھا۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ اُس وقت مائیکروسکوپ ایجاد نہیں ہوئی تھی، تمام تر معلومات مشاہدے پر تھی، چونکہ ابتدائی ایام میں حمل گرنے کی صورت میں رحم سے بظاہر خون کے لوتھڑے ہی برآمد ہوتے تھے۔ اس بات سے یہی سمجھا گیا کہ رحم مادر میں انسانی تخلیق کی ابتدائی شکل جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کی سی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ایک عرصے تک یہ کہا جاتا رہا کہ قرآن پاک کی مذکورہ آیت سائنس سے متصادم ہے، حالانکہ قرآن کی دعوت کا مفہوم یوں تھا: ''ہم نے اس لوتھڑے کی بنائی بوٹی پھر بنائی بوٹی کی ہڈیاں پھر پہنا دیا ہڈیوں کو گوشت''، اب جدید سائنسی انکشافات سے یہ ثابت ہوا کہ رحم مادر میں بچے کی جسمانی تشکیل بالکل اسی انداز سے ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں سورہ المؤمنون کی آیت 14 میں بیان ہوا۔ پہلے ریڑھ کی ہڈی کا ڈھانچہ گوشت کے لوتھڑے میں نشو ونما پاتا ہے، پھر جنین کے کچھ اور مخصوص خلیات ایک دوسرے سے جڑ کر ان ہڈیوں کے گرد غلاف سا بنا لیتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں:

> جدید سائنسی معلومات کے مطابق fertilized ovum ابتدائی مرحلے میں رحم کی دیوار کے اندر جما ہوا (embeded) ہوتا ہے، جب کہ اگلے مرحلے میں وہ اس سے ابھر کر bulge out کر کے دیوار کے ساتھ جونک کی طرح لٹکنے لگ جاتا ہے۔ اور یہی دراصل ''علقہ'' ہے۔[67]

قرآن کی سائنسی معنویت انور بن اختر کے نقل شدہ اقتباس سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے، وہ اپنی کتاب قرآن کے سائنسی انکشافات میں لکھتے ہیں۔ اس بات کی توثیق ہارون یحییٰ نے اپنی کتاب قرآن راہنمائے سائنس میں بھی کی ہے۔[68] کینیڈا کے مشہور ماہر جینیات ڈاکٹر کیتھ ایل مور نے اپنی تصنیف ''دی ڈیویلپنگ ہیومن'' میں اسے کچھ یوں بیان کیا:

---

[66] علم جنین (Embryology) علم کی وہ شاخ ہے جس میں رحم مادر کے اندر جنین کے نشو ونما پانے کی منزلوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ہارون یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن)، ص: 140

[67] اسرار احمد، بیان القرآن، ج5، ص:170

[68] ہارون یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، ص: 142

"ساتویں ہفتے کے دوران ڈھانچہ پھیلنا شروع کرتا ہے اور ہڈیاں اپنی واضح شکلوں میں آجاتی ہیں، ساتویں ہفتے کے اختتام پر اور آٹھویں ہفتے کے دوران (گوشت کے) پٹھے، ہڈیوں کے گرد اپنی جگہ لے لیتے ہیں۔"(69)

کتنی عجیب بات ہے کہ یہ حقائق آج سے سوا چودہ سو سال پہلے جب کہ علم جینیات انتہائی ناقص حالت میں تھا، قرآن وہ جدید ایمبریالوجی کی دریافتوں کے عین مطابق ہے۔ اور یہ افادیت قرآن کی دعوت کی حقانیت ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ: ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(70) "اس کتاب کا اتارا جانا بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے"۔

جوڑوں کی جدید سائنسی تشریح اور دورانیہ

جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سلسلہ نباتات کے علاوہ جمادات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بجلی کا مثبت اور منفی ہونا یا ایک حقیر سے ذرے میں الیکٹرون اور پروٹون کا مثبت اور منفی دو جوڑے ہوتے ہیں۔ مقناطیس میں بھی مثبت اور منفی سرے ہوتے ہیں۔ اور جمادات تو کیا ہر چیز ذرات ہی کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اس نر و مادہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ چلایا کہ ان دونوں کے ملاپ سے ایک تیسری چیز وجود میں آتی ہے جس میں بعض دفعہ تو اصل نر اور مادہ کے کچھ کچھ خواص موجود ہوتے ہیں اور بعض دفعہ یہ تیسری چیز ایسی چیز پیدا ہوتی ہے جس کے خواص پہلی دونوں چیزوں سے بالکل جداگانہ ہوتے ہیں اور اسی چیز کا نام کیمیا یا کیمسٹری ہے۔ انسان کا علم جس حد تک پہنچ چکا ہے وہ بہرحال محدود ہے۔ جب کہ وحی الٰہی پورا علم ہے جس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے ہیں اور قرآن کی معنویت یہ ہے کہ اس میں غور کرنے سے انسان کو اللہ کی قدرت کاملہ سے متعلق بہت سبق ملتے اور اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔(71)

انیسویں صدی کے وسط تک کسی ماہر حیاتیات و نباتات کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا کہ نباتات میں جوڑے پائے جاتے ہیں اور نر و مادہ پودے کی افزائش نسل بالکل اُسی طرح حصہ لیتے ہیں جس طرح دیگر جانور۔ علمائے نباتات کی 1875ء میں اسی دریافت کو، کہ پودوں اور درختوں میں بھی جوڑے نر و مادہ ہیں، جدید ترین انکشاف قرار دیا گیا، لیکن یہ بات قطعی طور قابل مذمت تھی، کیونکہ صدیوں قدیم قرآن نے متعدد مقامات پر پودوں کے جوڑوں کی وضاحت فرمائی ہے، لیکن اب سائنس نے

69 انوار بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، ص: 335

70 السجدة32: 2

71 ایضاً

بھی اس قرآنی حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے۔ یہ قرآن کی افادیت ہی تو ہے، اس نے جدید سائنسی ذہن کو اپنی حقانیت کی طرف متوجہ کیا۔[72] غلام جیلانی برق جوڑوں کی دعوت کے سائنسی حقائق اور اثرات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے کہ میں نے ایک ہندو پروفیسر دوست سے جس کی ساری زندگی نباتات کی چھان بین میں بسر ہوئی، ذکر کیا کہ پودوں میں نر و مادہ کا نظریہ قرآن پاک میں موجود ہے، کہنے لگا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا، قرآن ایک قدیم کتاب ہے اور یہ نظریہ بالکل جدید ہے، جب میں پکتھال کے انگریزی ترجمے سے اُسے آیت بالا کا ترجمہ نکال کر دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ اب قرآن کی صداقت کا عام اعلان کروں گا اور عربی رسول ﷺ کی تعریف سے اب مجھے کوئی خیال نہیں روک سکے گا۔[73]

یہ حقیقت ہے کہ سائنسی تفسیر جدید منطقی ذہن کو دین کی طرف لانے میں پُر اثر ثابت ہوئی ہے۔ جدید سائنسی حقائق اور قرآنی انکشافات کی افادیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس چیز کو مغرب کے علمائے نباتات نے صدیوں کی تلاش و جستجو کے بعد نباتات میں نر و مادہ کا نظریہ قائم کیا اور ہمارے پیغمبر ﷺ نے آج سے سوا چودہ سو سال پہلے ایک ایسی حقیقت سے پردہ اٹھایا، جسے آج جدید ترین نظریہ سمجھا جاتا ہے۔[74]

قرآن نے انسانی شعور بیدار کرنے میں جو کردار ادا کیا، رہتی دُنیا تک کوئی اور کتاب نہ کر سکے گی۔ قرآن مجید نے زمین پر ہونے والے ہر قدرتی عمل کو باریک بینی سے دیکھنے کی دعوت دیتا ہے، جیسا کہ اس نے کائناتی نظام کی پیچیدگیوں کے پوشیدہ حقائق سے پردہ اُٹھایا، اسی طرح رب کائنات سورج حج میں فرماتے ہیں:

﴿وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ﴾[75]

> اور (اے انسان) تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک پڑی ہے۔ پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ ترو تازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے اور طرح طرح کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے۔

اگر ہم غور کریں تو گل میں رنگ و بو اس لیے ہے کہ، وہ بھونروں اور مکھیوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے، بالفاظ دیگر یہ رنگ اور خوشبو مکھیوں کی محنت کا صلہ ہے، جوں ہی یہ کام یعنی حمل کا ختم ہو جاتا ہے تو پھول مرجھا جاتے ہیں، اس لیے وہ اپنا فرض پورا کر چکے ہوتے ہیں، اب ان کا ہرا رہنا بے فائدہ ہے۔[76]

---

72 انور بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، ص:386

73 برق، ڈاکٹر غلام جیلانی، دو قرآن، (امرت سر: مکتبہ اُمت مسلمہ)، ص: 69

74 سواتی، عبد الحمید، مولانا، تفسیر معالم العرفان، (گوجرانوالہ: دورس القرآن)، ج11، ص:363

75 الحج22: 5

76 برق، دو قرآن، ص: 79

قرآن کی سائنسی افادیت یہ بھی ہے کہ انسانی اور نباتاتی زندگی میں گہری مطابقت نظر آئے گی۔ مردہ زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہونے، نباتات کے اگنے، نشو ونما پانے، پھولنے پھلنے اور سوکھ کر پھر بے جان ہو جانے کا عمل گویا انسانی زندگی کے مختلف مراحل مثلاً پیدائش، پرورش، جوانی، بڑھاپے اور موت ہی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔[77]

یہاں آخرت کی طرف دعوت فکر ہے۔ یہی صورت حال انسان کے جسم کی ہے، اس کے اٹھنے کا بھی ایک موسم ہے، جو صور کا دوسرا نفخہ ہے، جب یہ موسم آجائے گا تو ہر انسان اپنے دفن ہونے کی جگہ سے زندہ اٹھا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس میں صرف دورانیے کا ہی فرق ہے۔ نباتاتی زندگی کا دورانیہ چند ماہ کا ہے، جب کہ انسانی زندگی کا دورانیہ عموماً پچاس، ساٹھ، ستر یا اسی سال پر مشتمل ہے۔[78]

قرآن حکیم کی کی یہ بھی افادیت ہے کہ اس نے تمام زندہ چیزوں، انسان، حیوانات اور نباتات کے درمیان اس آیت سے تعلق اور ربط پیدا ہوتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جدید سائنسی حقائق اور قرآنی صداقتوں کے درمیان اس جہت سے تعلق وربط ہے۔ یہ آیت زمین، نباتات اور حیوانات اور انسان سب کے بارے میں ہے۔ قرآن میں ایک ایسی حقیقت کا ذکر جس کا انکشاف صرف دو سو سال پہلے ہوا تھا، قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا صریح ثبوت ہے۔ یہ تمام عوامل واسباب خالق کائنات کی قدرت کاملہ کا ہی نتیجہ ہیں، قرآن کی سائنسی معنویت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ قرآن کی سائنسی افادیت ہی ہے کہ اُس نے جوڑوں کے بارے میں سائنسی انکشاف ساتویں صدی ہجری میں بیان کیے تھے، موجودہ دور میں سائنس نے بھی اس حقانیت کی تصدیق کر دی اور کسی بھی انسان کے لیے خواہ وہ علم حیاتیات کا ماہر ہو، نباتات کا عالم ہو، یا وہ ماہر موسمیات ہو، اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

نتائج البحث

- دعوت دین کے لیے سائنسی تفسیر کا اضافہ تفسیری ادب میں ایک اہم اضافہ ہے۔ یہ عوام الناس میں بے شمار خوبیوں کی وجہ سے مقبول ہے اور اس میں دعوت دین کے لیے جو جاذبیت اور کشش ہے۔
- جہاں قرآن ہمیں سائنس کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے، وہاں خود اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے شواہد، اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو سائنسی مواد سے مطابقت رکھتی ہیں۔ سائنسی تفسیر عصر حاضر کے پیش آمدہ مسائل کا حل کلام اللہ کی روشنی میں جس اسلوب سے پیش کرتی ہے وہ اس کا امتیاز ہے،

---

77 اسرار احمد، بیان القرآن، ج5، ص:119

78 ایضاً

نئی نسل لادینی افکار، و نظریات سے متاثر ہو کر مسائل جدیدہ میں گھری ہوئی تھی، اس کو سائنسی تفسیر نے حُسن اُسلوب سے حل کیا ہے۔

- قرآن حکیم کی الہامی وآفاقی دعوت کی سائنسی معنویت ہونے پر اس پر اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو مغرب کے علمائے نباتات نے صدیوں کی تلاش و جستجو کے بعد نباتات میں نر و مادہ کا نظریہ قائم کیا اور ہمارے اُمی پیغمبر نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ایک ایسی حقیقت سے پردہ اٹھایا، جسے آج جدید ترین نظریہ سمجھا جاتا ہے۔
- قرآن مجید کا ایک خاص اُسلوب دعوت ہے کہ اس نے انسانی دل و دماغ کو اس کائنات کے مشاہد پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ انسان اگر زمین و آسمان اور اس میں پیدا ہونے والے تخلیقات میں غور وفکر کرے تو دیکھے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انواع واقسام کے بیشمار مفید تخلیقات پیدا کی ہیں، جو اس کے کمال قدرت کی طرف دعوت ایمان دے رہے ہیں، لیکن ایمان باللہ وہ عظیم ترین نعمت ہے جس کی توفیق اللہ ان لوگوں کو نہیں دیتا جو اس کی نشانیوں میں غور نہیں کرتے ہیں۔

❁❁❁❁